مرثیہ درحالِ سید الشہداء حضرت امام حسینؑ

(۱۱۰ر بند)

انیس العصر سید ابن الحسینؑ مہدی نظمیؔ اجتہادی

(۱)

تخلیق کائنات کی تعبیر ہے حسینؑ
نوعِ بشر کے بخت کی تحریر ہے حسینؑ
آیاتِ کردگار کی تفسیر ہے حسینؑ
اللہ کے رسولؐ کی تصویر ہے حسینؑ
آدمؑ کی روح و جاں ہے محمدؐ کا چین ہے
انسان کے شرف کا تصور حسینؑ ہے

(۲)

وہ ذات جو ہے حاصلِ گلزارِ زندگی
غم خانۂ حیاتِ زمانہ میں روشنی
اوجِ بشر ، بلندئ معیارِ آدمی
سہ روزہ تشنگی میں بھی تسنیمِ آگہی
رکھی ہے جس نے لاج بشر کے شعور کی
جس کی نظر میں برق تڑپتی تھی طور کی

(۳)

آوازِ حق ، مصنفِ دستورِ انقلاب
تقدیرِ خاک و قسمتِ خورشید و ماہتاب
انداز میں رسول تو تیور میں بوترابؑ
جس کے لہو میں جذب تھی اللہ کی کتاب
پیکر بسا تھا نکہتِ شیرِ بتولؑ سے
خلقت کو جس نے دیکھا تھا چشمِ رسولؐ سے

(۴)

پیشِ نظر تھی صورتِ تخلیقِ مہر و ماہ
وہ بھی تھا جزوِ نورِ شہنشاہِ حق پناہ
اس کی بھی پتلیوں میں پیمبرؐ کی تھی نگاہ
وہ بھی تھا کائنات کا سلطانِ کج کلاہ
شامل تھا نورِ قلبِ علی و بتولؑ میں
وہ بھی پلا تھا شہرِ علومِ رسولؐ میں

(۵)

قابو میں صبر ، صبر کے قابو میں کائنات
وہ تشنگی جو رشکِ یمِ کوثر و فرات
کھینچا نظر سے جس نے خطِ جادۂ حیات
قرآں کو عمرِ نو ملی ، اسلام کو حیات
ٹکرا کے پست ہوگئیں فوجیں جہول کی
وہ ذات جو فصیل تھی دینِ رسول کی

(۶)

جس کے ہر اک رفیق میں خود اسکی جان تھی
قالب الگ الگ تھے مگر ایک شان تھی
پیاسوں کے منھ میں ایک ہی سوکھی زبان تھی
ہر تشنہ لب کی آن بہتر کی آن تھی
وہ قد لباس جن پہ محبت کے ٹھیک تھے
ضد تھی اگر تو ضد میں بہتر شریک تھے

(۷)

کوئی گیا نہ شاہ سے ناطے کو توڑ کر
حر آگیا یزید کے لشکر کو چھوڑ کر
الزامِ ضد کا پنجۂ باطل مروڑ کر
رشتہ دیا امام نے دانوں کو جوڑ کر
انسان کے شرف کی گواہی ہے کربلا
یعنی دلیلِ علمِ الٰہی ہے کربلا

(۸)

اقلیمِ شامِ تار کا خورشید ہے حریف
پیدا اگر ہو یاس تو امید ہے حریف
شر کی نظر میں خیر کی تائید ہے حریف
انکارِ رب کا کلمۂ توحید ہے حریف
یہ غم نہیں ہے صرف شہِؑ مشرقین کا
یارو حریفِ ظلم ہے ماتم حسینؑ کا

(۹)

بے تیشہ ہاتھ اٹھتے ہوئے اعتقاد کے
بت توڑتے ہیں دہر میں بغض و عناد کے
کہتے ہیں اشک ، کشتۂ خنجر کی یاد کے
ہم آج بھی حریف ہیں ابنِ زیاد کے
عباسؑ کے علم کو اٹھائے ہوئے ہیں ہم
شمعِ حیاتِ شاہ جلائے ہوئے ہیں ہم

(۱۰)

بزمِ عزا بھی بزمِ طریقت ہے ہم نشیں
سرورؑ کا ذکر روحِ عبادت ہے ہم نشیں
یہ ماتمِ حسین ریاضت ہے ہم نشیں
زندہ ثبوتِ جذبِ محبت ہے ہم نشیں
شہ کی عزا رواج نہیں ہے پیام ہے
اسلام کربلا کے شہیدوں کا نام ہے

(۱۱)

سینہ زنی ہے سوگ کا انداز صاحبو
آنسو ہے سوزِ عشق کا ہمراز صاحبو
ہے شاہ کے سکوت کا اعجاز صاحبو
ماتم کی گونجتی ہوئی آواز صاحبو
یہ ماتمی نہیں ہیں شہِؑ مشرقین کے
زیرِ علم کھڑے ہیں سپاہی حسین کے

(۱۲)

سرشارِ عشقِ سرورِؑ تشنہ جگر ہیں ہم
ہر اشک ہے حریفِ جفاکاری و ستم
نقشِ وفا ہے دوش پہ عباس کا علم
پرتو میں ہر ضریح کے ہے جلوۂ حرم
حق کا امام باڑوں میں جلوہ دکھا دیا
ہر دیس میں حسین نے کعبہ بنا دیا

(۱۳)

کعبہ کہ جس میں بندگئ کبریا بھی ہے
کعبہ کہ جس میں تذکرۂ انبیا بھی ہے
کعبہ کہ جس میں درسِ کتابِ خدا بھی ہے
کعبہ کہ جس میں یادِ شہِ اولیا بھی ہے
کعبہ جو یادگارِ شہیدِ نیاز ہے
ماتم میں بھی نماز کا سوز و گداز ہے

(۱۴)

قبلہ نما ہے فاطمہؑ زہرا کا نورِ عین
باطل شکن ہے پرچمِ مولائے مغربین
اعلانِ حق ہے ماتمِ سلطانِ مشرقین
آوازِ لاالٰہ ہے آوازِ یا حسینؑ
اسلام کے پیام کی تجدید بن گیا
ماتم فروغِ مسلکِ توحید بن گیا

(۱۵)

ماتم وفا سرشت بناتا ہے دوستو
نالہ شعورِ عشق جگاتا ہے دوستو
غم پاسِ اہلِ درد سکھاتا ہے دوستو
مجلس سے علمِ مجلسی آتا ہے دوستو
حق کا امام باڑوں سے پیغام لیجئے
قرآن لیجئے یہاں اسلام لیجئے

(۱۶)

اسلام جس کے نام پہ سرور نے سر دیا
اسلام جس کی راہ میں مولا نے گھر دیا
اسلام جس کے فیض کا پیمانہ بھر دیا
اسلام جس کو زندۂ جاوید کر دیا
جامِ حیات بھر دیا عرفاں کے نور سے
دل کے چراغ جلنے لگے برقِ طور سے

(۱۷)

کرب و بلا ہے شمعِ حقیقت کی روشنی
کرب و بلا ہے جلوہ گہہِ حسنِ زندگی
کرب و بلا ہے مرکزِ ایمان و آگہی
کرب و بلا ہے جادۂ معراجِ آدمی
منزل یہ عشقِ خالق کون و مکاں کی ہے
قرآن کا بیاں ہے بلندی سناں کی ہے

(۱۸)

زینبِ جبینِ صبر وہ اسلام کی کلاہ
تشنہ لبی، ہجومِ الم، کثرتِ سپاہ
جائے پناہ کوئی نہ یاور نہ خیر خواہ
شبیرؑ سے ملی ہے حیاتِ ابد کی راہ
انسان کے شرف کی شہادت ہے زندگی
دکھلا دیا کہ تا بہ قیامت ہے زندگی

(۱۹)

منوا دیا کہ دینِ شہ بحر و بر ہے کیا
سمجھا دیا کہ خیر ہے کیا چیز، شر ہے کیا
دکھلا دیا بلندئ فکر و نظر ہے کیا
بتلا دیا مآلِ حیاتِ بشر ہے کیا
ضبطِ الم نے ظلم کو شرمندہ کر دیا
یوں مر گیا کہ موت نے خود زندہ کر دیا

(۲۰)

فطرت میں غم ہے غم سے نہ پہلو بچایئے
بے عذر مجلسِ غمِ سرورؑ میں آیئے
تشنہ لبوں کی یاد میں آنسو بہایئے
آلِ نبیؐ سے حسنِ عقیدت دکھایئے
بے شک شہید زندہ ہے ماتم نہ کیجئے
زینبؑ مگر ہوں قید تو کیوں غم نہ کیجئے

(۲۱)

ماتم رواجِ کہنہ و رسمِ عتیق ہے
ماتم فراقِ دوست میں کربِ رفیق ہے
ماتم فروغِ یادِ امامِ شفیق ہے
ماتم طریقِ بیعتِ اہلِ طریق ہے
جاوید ہیں شہید ، شہیدوں کا ساتھ دو
سبطِ نبیؐ کے ہاتھ میں بیعت کا ہاتھ دو

(۲۲)

نورِ نگاہِ بنتِ پیمبرؐ حسینؑ ہے
چشم و چراغِ فاتحِ خیبر حسینؑ ہے
آرامِ جانِ شافعِ محشر حسینؑ ہے
سلطانِ دو جہاں کا مقدر حسینؑ ہے
سر دے کے رن میں ظلم کی دنیا اجاڑ دی
جس نے امیرِ شام کی صورت بگاڑ دی

(۲۳)

علم و یقین و عشق کا پیکر حسینؑ ہے
حق کا مدار ، دین کا محور حسینؑ ہے
آئینۂ جمالِ پیمبرؐ حسینؑ ہے
قرآں اگر عرض ہے تو جوہر حسینؑ ہے
نوعِ بشر کا طالعِ بیدار ہے حسینؑ
پیشانیٔ رسول کی دستار ہے حسینؑ

(۲۴)

صبر و رضا کا قول خدا کو دئے ہوئے
دشتِ ستم میں شکر کا پرچم لئے ہوئے
ماتھے پہ کج نبیؐ کا عمامہ کئے ہوئے
پانی کے بدلے عشق کا جوہر پیے ہوئے
پیاسے کا یہ پیام بہت ارتفاع ہے
جب تک ہے دم کلائی میں حقِ دفاع ہے

(۲۵)

رن میں بنا کے قبرِ پسر شاہِ مشرقین
تربت سے اٹھتے درد کی صورت اٹھے حسینؑ
رخصت حرم سے ہونے کو زہراؑ کے دل کا چین
آیا اداس خیمہ میں حیدرؑ کا نور عین
فریاد کی حرم نے تو رن کانپنے لگا
زیرِ کفن رسولؐ کا تن کانپنے لگا

(۲۶)

بیکس کے منھ کو دیکھ کے رونے لگے حرم
تھی دل میں تابِ صبر نہ سینہ میں تابِ غم
زینب سے سر جھکا کے یہ بولے شہِ امم
سیدانیوں سے ملنے کو آئیں ہیں رن سے ہم
رخصت کرو کہ وقت نہیں اختیار میں
کوثر پہ تشنہ لب ہیں مرے انتظار میں

(۲۷)

فردوس میں ہے میرا بہتر کو انتظار
قاسمؑ کو انتظار ہے اکبرؑ کو انتظار
عباسؑ جانِ حیدرِؑ صفدر کو انتظار
ہے فاطمہؑ کی گود میں اصغرؑ کو انتظار
سوکھے گلے سے خنجرِ قاتل قریب ہے
میرے سفر کی آخری منزل قریب ہے

(۲۸)

حلقے میں لے کے شاہ کو رونے لگے حرم
سوکھی ہوئی زبانوں پہ وہ نالۂ الم
آنکھوں میں اشکِ یاس ، کلیجے میں خارِ غم
فضہ پکاریں تھام کے شبیرؑ کے قدم
مولا حرم کو دشت میں تنہا نہ چھوڑیئے
صحرا میں بی بیوں کو اکیلا نہ چھوڑیئے

(۲۹)

سوکھے لبوں سے بولی سکینہؑ نہ جایئے
پانی کا اب نہ ہوگا تقاضا نہ جایئے
ہر سُو ہے رن میں لشکرِ اعدا نہ جایئے
بیٹی کو اپنی چھوڑ کے بابا نہ جایئے
شفقت کے حق کو ، شاہ نے غم میں ادا کیا
گودی میں لے کے بولے ، سپردِ خدا کیا

(۳۰)

زینبؑ سے مانگنے لگے پھر کہنہ پیرہن
اٹھی جگر کو تھام کے ہمشیرِ خستہ تن
بوسیدہ جو لباس تھا لے آئی وہ بہن
کُرتے کو شہ نے چاک کیا صورتِ کفن
بولے کفن ملے نہ ملے مجھ کو غم نہیں
تن پر یہی لباس جو رہ جائے کم نہیں

(۳۱)

عابدؑ کے پاس آگئے پھر شاہ بحر و بر
بولے کہ میرے لال مری جاں میرے پسر
اللہ رے بخار کی شدّت کا یہ اثر
بے حال و بے خبر ہے مرا پارۂ جگر
فرمایا روکے اے خدا حیدرؑ کا واسطہ
عابدؑ کو تو شفا دے پیمبرؐ کا واسطہ

(۳۲)

قرآن کھولا ، دی رخِ بیمار کو ہوا
دم کیں دعائیں سینے پہ نامِ علی لکھا
شفقت نے جوش کھایا تو بیتاب دل ہوا
ماتھے پہ ہاتھ ، چہرے پہ رخسار رکھ دیا
تپ کم ہوئی تو درد کی تکلیف کھو گئی
خوشبو گلِ رسولؐ کی اکسیر ہو گئی

(۳۳)

حالت ذرا سی سنبھلی تو شبیرؑ نے کہا
وقتِ فراق آگیا اے میرے دلربا
اکبرؑ ہیں اب نہ قاسمؑ و عباسِ با وفا
بس میں ہوں اور دشت میں افواجِ اشقیا
شہ نے گلے لگایا تو بیمار رو دیا
احساسِ غم نے سینہ میں نشتر چبھو دیا

(۳۴)

فرمایا ناتواں سہی اے شاہِ تشنہ کام
لیکن ہے دل میں قوتِ اسلام اے امام
مجھ کو بھی اذنِ جنگ ملے سرورِ انام
آئے خدا کی راہ میں میرا لہو بھی کام
حسرت ہے دل کی ، آپ پہ میں بھی نثار ہوں
میں بھی تو ورثہ دارِ شہِ ذوالفقار ہوں

(۳۵)

یہ سن کے شاہ بولے کہ اے میرے دلربا
انساں کا اختیار قضا و قدر پہ کیا
ہلتا نہیں ہے پتّا بھی بے مرضئ خدا
اے لال تیرے واسطے کوفہ ہے کربلا
ہے امتحانِ کرب و بلا باپ کے لئے
مخصوص امتحان ہیں کچھ آپ کے لئے

(۳۶)

میرا گلا ہے ظلم کی تلوار کے لئے
گردن ہے تیری طوقِ گراں بار کے لئے
لازم ہے صبر حق کے طلبگار کے لئے
ہر روز ہوگی کربلا بیمار کے لئے
اے جاں گلے سے لگ کے جدا کیجے باپ کو
چالیس سال امتحاں دینا ہے آپ کو

(۳۷)

شفقت سے شہ نے بیٹے کو دل سے لگا لیا
سینے سے ایک دو گھڑی سینے کو مس کیا
فرمایا میرے لال کرو شکرِ حق ادا
تم کو ملا ہے رب سے امامت کا مرتبہ
پھولیں پھلیں گے تم سے گلستاں بتولؐ کے
تم جانشیں علیؑ کے ہو نائب رسولؐ کے

(۳۸)

بستر سے اٹھا باپ کی تعظیم کو پسر
سنبھلا نہ دل تو بیٹھ گیا تھام کے کمر
شبیرؑ اٹھے پیار سے ماتھے کو چوم کر
تھاما پدر کا ہاتھ اٹھا نیم قد مگر
تسلیم کر کے صاحبِ آزار گر پڑا
کانپے قدم تو ضعف سے بیمار گر پڑا

(۳۹)

چلنے لگے حسینؑ تو زینب نے یہ کہا
صحرا میں باغ لٹ گیا میرا ہرا بھرا
قاسمؑ رہے نہ عونؑ نہ عباسِؑ با وفا
بس آپ ہی ہیں دشت میں رانڈوں کا آسرا
فرمایا شہ نے عمرِ بشر مستعار ہے
بندے کا آسرا ہے تو پروردگار ہے

(۴۰)

خیمے کے در پہ آگئے شبیرِ خستہ تن
وہ شوکتِ رسولؐ وہ حیدرؑ کا بانکپن
خواہر تڑپ کے بولی کہ اے سرورِ زمن
اس شان اس جمال پہ قربان ہو بہن
جاتا ہے سبطِ احمدِؐ مختار الوداع
ہے آخری حسینؑ کا دیدار الوداع

(۴۱)

فضہ پکاری اے شہِؑ ابرار الوداع
اے یادگارِ حیدر کرار الوداع
اے ورثہ دارِ احمدِؐ مختار الوداع
لٹتی ہے میری بی بی کی سرکار الوداع
ہوں بد نصیب چھٹتی ہوں جانِ بتولؑ سے
میرا سلام کہئے گا بنتِ رسولؐ سے

(۴۲)

کہتی تھی سر کو پیٹ کے بانو جگر فگار
لوگو لٹی ہے یوں بھی کسی باغ کی بہار
باقی ہیں نوجواں نہ سلامت ہے شیر خوار
موجود ہیں حبیبؑ نہ عباسؑ نامدار
تھامے لجام ، کون بڑھے پیشوائی کو
زینبؑ سوار کرتی ہیں مرکب پہ بھائی کو

(۴۳)

خیمے کے در پہ ڈال کے حسرت بھری نگاہ
مرکب کو شہ نے موڑ دیا جانبِ سپاہ
رف رف کا ذوالجناح پہ ہوتا تھا اشتباہ
رشکِ پری تھا چال میں صورت میں رشکِ ماہ
تڑپا تو رشکِ برقِ شرربار ہو گیا
چمکا تو سارا دشت چمکدار ہو گیا

(۴۴)

دلدل تھا رحلِ مصحفِ باری بنا ہوا
لختِ دل نبیؐ کی سواری بنا ہوا
چلتا تھا موجِ بادِ بہاری بنا ہوا
تھا صورتِ عقابِ شکاری بنا ہوا
مرکب کی شان دیکھئے انداز دیکھئے
بے بال و پر کے دشت میں پرواز دیکھئے

(۴۵)

صحرا مہک اٹھا تھا پسینہ تھا مشکبار
ابٹن ملے ہوں جیسے عروسانِ نو بہار
باگیں تھیں حسن گردنِ مرکب سے زر نگار
نوشاہ کے گلے میں ہوں جیسے گلوں کے ہار
پشتِ فرس پہ مہرِ رسالت مآب تھا
رخ اُس کا جس طرف تھا اُدھر آفتاب تھا

(۴۶)

وہ زین کا جمال وہ پاکھر وہ حسنِ ساز
باگیں لئے تھا راکبِ دوشِ شہِ حجاز
ابھرے ہوئے تھے ریت پہ یوں نقشِ پائے ناز
جیسے نشانِ سجدۂ پیشانئ نیاز
قربانی و یقین کا جادہ بنی ہوئی
تھی ساری ارضِ پاک مصلّٰی بنی ہوئی

(۴۷)

اتنا سبک خرام تھا اسپِ قمر رکاب
رکھ دے قدم تو چور نہ ہو شیشۂ حباب
ایسا رفیق جس کی رفاقت تھی لاجواب
ایسی وفا کہ معتمدِ ابنِ بوترابؑ
ادراک کی نظر تھی نظر راہوار کی
تصویر تھا وہ آئینۂ اعتبار کی

(۴۸)

طاؤس تھا جمال میں رفتار میں غزال
آفت تھا جس کا حسن، قیامت تھی جس کی چال
دورانِ حرب منچلا ، بے باک ، خوش خصال
تھا منفرد وفا میں ، اطاعت میں بے مثال
خدمت یہ آخری تھی شہِ مشرقینؑ کی
لایا قریبِ فوج سواری حسینؑ کی

(۴۹)

پا کر اشارا باگ کا رہوار تھم گیا
بیٹھا غبار ، توسنِ جرّار تھم گیا
دشتِ ستم میں پیکرِ ایثار تھم گیا
پیشِ سپاہ ، سیدِ ابرار تھم گیا
کب لشکرِ جفا کو تھا سرورؑ کا سامنا
سب جانتے تھے آج ہے حیدرؑ کا سامنا

(۵۰)

سہمی ہوئی سپاہ تھی اٹھتی نہ تھی نظر
پڑتی تھی چھوٹ رخ کی دمکتا تھا دشت ودر
یہ معجزہ تھا ، خوف سے لرزاں تھے اہلِ شر
نکلا تھا تمتمائی ہوئی دھوپ میں قمر
اہلِ فلک کو رشک تھا زہراؑ کے چاند پر
سایہ کیا تھا دھوپ نے صحرا کے چاند پر

(۵۱)

کچھ دیر جائزہ لیا لشکر کا شاہ نے
دیکھے جھپکتی نظروں سے تیور سپاہ نے
لشکر کا وزن تول لیا جب نگاہ نے
فرمایا اہلِ کیں سے شہِ حق پناہ نے
اب بھی ہے وقت چھوڑ دو راہِ عذاب کو
رسوا کرو نہ دینِ رسالت مآب کو

(۵۲)

دیکھو مری طرف یہ عمامہ نبیؐ کا ہے
یہ ڈھال ہے نبیؐ کی یہ نیزہ نبیؐ کا ہے
یہ ذوالجناح بھی مرے نانا نبیؐ کا ہے
چادر نہیں ہے دوش پہ سایہ نبیؐ کا ہے
میری رگوں میں خون ہے قلبِ بتولؑ کا
ورثہ مجھے ملا ہے خدا کے رسولؐ کا

(۵۳)

آئی ہیں میرے ساتھ پیمبرؐ کی بیٹیاں
ہمراہ ہیں رسولؐ کی دختر کی بیٹیاں
خیمے میں بے قرار ہیں حیدرؑ کی بیٹیاں
ہیں تشنہ کام ساقیٔ کوثر کی بیٹیاں
یوں دے رہے ہو اجرِ رسالت رسولؐ کو
تڑپا رہے ہو پیاس میں جانِ بتولؑ کو

(۵۴)

بتلاؤ کون ہے جو نواسہ نبیؐ کا ہے
صورت ضرور ہے مری نقشہ نبیؐ کا ہے
سینہ نہیں ہے میرا ، یہ سینہ نبیؐ کا ہے
جو سامنے تمہارے ہے ، بیٹا نبیؐ کا ہے
مجھ پر چلیں گے تیر چھدے گا نبیؐ کا دل
زہراؑ کا تن ، حسنؑ کا کلیجہ ، علیؑ کا دل

(۵۵)

غیرت نہیں ہے صاحبِ ایماں نہیں ہو تم
سنگِ گرانِ راہ ہو انساں نہیں ہو تم
ہر چند کلمہ گو ہو مسلماں نہیں ہو تم
امیدوارِ رحمتِ یزداں نہیں ہو تم
ارضِ خدا بہشت ہے آدم کے واسطے
پیدا کیا ہے تم کو جہنّم کے واسطے

(۵۶)

کہنے لگا یہ شمرِ ستمگر کہ اے حسینؑ
مانا کہ تم ہو مرسلِ آخر کے نورِ عین
مانا کہ تم ہو بنتِ پیمبرؐ کے دل کا چین
لیکن یہ کربلا ہے ، نہیں بدر یا حنین
ہے جنگ ابنِ فاتحِ بدر و حنین سے
لینا ہے انتقام علیؑ کا حسینؑ سے

(۵۷)

فرمایا شاہِ دیں نے کہ اے شمرِ بد زباں
میرے لہو سے پھولے گا حیدرؑ کا گلستاں
یہ انتقام ، میرا شرف ہے ترا زیاں
مٹ جائے گا یزید کی سرکار کا نشاں
دنیا سلام بھیجے گی حیدرؑ کے نام پر
لعنت کرے گا سارا جہاں میرِ شام پر

(۵۸)

یہ سن کے اینڈنے لگا غصہ میں بے حیا
بولا مجھے ہے آج کا درپیش مرحلہ
کیا ہوگا کل ، غرض نہ مجھے ہے نہ واسطہ
انجام کی خبر نہیں اللہ کے سوا
بھرنا ہے ڈھال دولتِ انعام سے مجھے
کیا واسطہ یزید کے انجام سے مجھے

(۵۹)

پھر رن میں اس نے تیر چلایا حسینؑ پر
کڑکی کماں ، فضا کا لرزنے لگا جگر
کانپی کرن کہ مہر کی تھرّا گئی نظر
ہلچل پڑی کہ ہل گئے کہسار و بحر و بر
پیکاں چلا تو بن کی ہوائیں سنک گئیں
اک ساتھ دس ہزار کمانیں کڑک گئیں

(۶۰)

یکتا تھا حرب میں پسرِ شاہِ ذوالفقار
پیاسے نے رن میں کھینچ لی شمشیرِ آبدار
خیرہ ہوئی چمک سے نگاہِ ستم شعار
کاوا دیا فرس کو اٹھا دشت میں غبار
دوگام بڑھ کے سبطِ رسالت مآبؐ نے
کاٹا ہوا میں تیر بنِ بوترابؑ نے

(۶۱)

حملہ کیا تو نفسِ پیمبرؐ کی شان سے
جھپٹے سپاہ پر شہِ صفدر کی شان سے
توڑا صفوں کو فاتحِ خیبر کی شان سے
سبطِ نبیؐ کی جنگ تھی حیدرؑ کی شان سے
شمشیر تھی علیؑ کی کلائی حسینؑ کی
کرب و بلا میں جنگ تھی بدر و حنین کی

(۶۲)

جعفرؑ کے ورثہ دار تھے زینبؑ کے نونہال
حمزہؑ کی یادگار تھا عباسؑ کا جلال
تصویر تھا رسول کی لیلیٰ کا خوش جمال
طائف کی داستان ہے کرب و بلا کا حال
جو دعوتِ قریش میں تھی مرتضیٰ کی عمر
ہے کربلا میں قاسمؑ گلگوں قبا کی عمر

(۶۳)

حق کی طرف قریش کی دعوت ہے کربلا
واللہ مصطفیٰ کی شہادت ہے کربلا
منظر نگاریٔ شبِ ہجرت ہے کربلا
آوازِ بازگشتِ رسالت ہے کربلا
دینِ شہِ حجاز کا آغاز ہے حسینؑ
سازِ دلِ رسولؐ کی آواز ہے حسینؑ

(۶۴)

گیسو کہ جیسے گیسوئے پیچانِ مصطفیٰ
ابرو کہ جیسے ابروئے سلطانِ دو سرا
قامت کہ جیسے قامتِ سرتاجِ انبیا
چہرہ کہ جیسے چہرۂ محبوبِ کبریا
دل کی رگوں میں تاب وتواں ہے رسولؐ کی
سوکھے ہوئے دہن میں زباں ہے رسولؐ کی

(۶۵)

اقبال بادشاہ کا ، توقیر شاہ کی
تابش جبیں میں مہر کی ، عارض میں ماہ کی
چہرے کے خال و خط میں ضیا لاالہ کی
صورت ہے آئینہ میں رسالت پناہ کی
پیاسے کی کربلا میں شہادت ہے معجزہ
قرآن جیسے تابہ قیامت ہے معجزہ

(۶۶)

گرمی میں تشنگی میں شجاعت کو دیکھئے
غربت میں استقامت و ہمت کو دیکھئے
فوجِ ستم میں دیں کی اشاعت کو دیکھئے
تیروں کی سنسنی میں عبادت کو دیکھئے
شبیرؑ آئینہ ہے صفاتِ رسولؐ کا
اک زندہ معجزہ ہے حیاتِ رسولؐ کا

(۶۷)

رحمت کا وہ سحاب ہے ، نعمت کی نہر ہے
گلزار ہے وفا کا ، محبت کا شہر ہے
وہ زینتِ حیات ہے ، وہ حسنِ دہر ہے
لیکن پئے یزید یہی حسن ، قہر ہے
سر دے کے اس نے ظلم کا تختہ الٹ دیا
چتون پہ بل پڑا تو زمانہ پلٹ دیا

(۶۸)

وہ تشنہ کام ، لذتِ تشنہ لبی کی لاج
وہ دل فگار ، صبر و غمِ عاشقی کی لاج
وہ سورما خودی کا بھرم ، آگہی کی لاج
وہ سینہ چاک ، فخرِ پیمبرؐ علیؑ کی لاج
شمشیر بن کے فطرتِ خوددار کھنچ گئی
غیرت پہ آنچ آئی تو تلوار کھنچ گئی

(۶۹)

وہ جنگ تشنہ لب کی ، وہ تلوار الاماں
گونجی ہوئی وہ دشت میں جھنکار الاماں
بارش سروں کی ، خون کی بوچھار الاماں
چلّا رہے تھے رن میں جفاکار ، الاماں
بولے پناہ مانگ رہے ہو پکار کے
ناوک سے چھ مہینہ کے بچے کو مار کے

(۷۰)

تشنہ جگر کی تیغ سے گھبرا رہے ہو تم
بے کس کے ایک حملہ سے تھرّا رہے ہو تم
ٹھہرو فرار ہو کے کدھر جارہے ہو تم
بھاگو کہ زد پہ بھاگ کے بھی آ رہے ہو تم
یہ خوں بہا نہیں ہے اکہتّر کے خون کا
چھینٹا تمہارے منھ پہ ہے اصغرؑ کے خون کا

(۷۱)

تم نے مرے جگر میں چبھوئے ہیں نیشتر
آیا ترس نہ تم کو مرے شیر خوار پر
مارا ہے تم نے تیرِ ستم سے مرا پسر
آغوشِ قبر میں ہے مرا پارۂ جگر
نورِ نظر کو میرے ڈبویا ہے خون میں
تم نے کفن نبیؐ کا بھگویا ہے خون میں

(۷۲)

بنتا نہیں ہے کوئی کسی کو بگاڑ کے
کیا تم نے پا لیا مرے گھر کو اجاڑ کے
جلتی ہوئی زمین میں اصغرؑ کو گاڑ کے
میں بھی اٹھا ہوں خاک سے دامن کو جھاڑ کے
جو حوصلے ہیں دل میں تمہارے نکال لو
تلوار کے دھنی ہو تو قبضے سنبھال لو

(۷۳)

اصغرؑ کا داغ دل میں ہے، پہلو میں درد ہے
شانہ چھدا ہے تیر سے، بازو میں درد ہے
سر میں کمر میں ہاتھ میں زانو میں درد ہے
آنسو کھٹک رہے ہیں کہ آنسو میں درد ہے
کیا سوجھتا نہیں کہ اندھیرا نظر میں ہے
میں کیا لڑوں کہ دردِ مسلسل جگر میں ہے

(۷۴)

لینا ہے تم کو بدر کا بدلا حسینؑ سے
بیٹھو گے ایک پل نہ کبھی تم بھی چین سے
برسے گی میرے خوں کی گھٹا مشرقین سے
گونجے گا چرخ تعزیہ داروں کے بین سے
فطرت میں آدمی کی مرا غم سمائے گا
عباسؑ کے علم کو زمانہ اٹھائے گا

(۷۵)

آیا زبانِ خشک پہ عباسؑ کا جو نام
اشکوں سے منھ کو دھونے لگا رن میں تشنہ کام
بھائی کی یاد، دل میں تڑپ، ہاتھ میں حسام
دریا کی سمت ڈال دیا رخشِ تیز گام
فرمایا قحطِ آب کا مجھ کو بھی غم نہیں
جتنا ہے ذوالفقار میں پانی وہ کم نہیں

(۷۶)

پھر تھام کے کمر کو پکارے شہِ انام
اے افتخار حیدرِؑ کرار السّلام
سمجھا تھا خود کو آپ نے جس بھائی کا غلام
وہ بھائی اب ہے بیکس و بے یار و تشنہ کام
دشتِ ستم میں کوئی بھی یاور نہیں رہا
حد ہو گئی کہ جھولے میں اصغرؑ نہیں رہا

(۷۷)

میرا مکاں اجڑ گیا اے زینتِ مکاں
کرتی ہیں بین آپ پہ زہراؑ کی بیٹیاں
منھ ڈھانپ ڈھانپ روتی ہیں کلثومؑ خستہ جاں
ماتم کناں سکینہؑ ہے بانوؑ ہیں نوحہ خواں
خیمے میں لوٹتی ہے بہن غم میں آپ کے
زینبؑ نے صف بچھائی ہے ماتم میں آپ کے

(۷۸)

کہیے تو کس زبان سے کہیے بہن کا غم
مشکیزہ چومتی ہے کبھی آپ کا علم
کہتی ہے روکے دخترِ پیغمبرؐ امم
عباس لٹ نہ جائے کہیں چادرِ حرم
ڈھارس بنو، سکون پئے اضطراب دو
بھائی بہن پکار رہی ہے جواب دو

(۷۹)

خواہر ہے دل میں درد کی دنیا لئے ہوئے
آنکھوں میں موجِ اشکِ تمنا لئے ہوئے
مشکیزہ و علم ہے سکینہؑ لئے ہوئے
ہر بچہ بے قرار ہے کوزا لئے ہوئے
خیمے کے در سے تکتے ہیں دریا کو یاس سے
بچے مرے تڑپتے ہیں جنگل میں پیاس سے

(۸۰)

دیکھا علیؑ کے شیر نے دریا کو گھوم کے
انگڑائی لی کچھار میں پیاسے نے جھوم کے
تھے جس طرف ہجوم سیاہِ ظلوم کے
پھر اس طرف جھپٹ پڑے قبضہ کو چوم کے
برقِ غضب حسینؑ کی شمشیر بن گئی
اللہ کے جلال کی تصویر بن گئی

(۸۱)

اہلِ ستم کو تاب نہ تھی ذوالفقار کی
ہیجان تھا کہ بند تھیں راہیں فرار کی
پیاسے نے باگ موڑی جدھر راہوار کی
صورت خزاں کی بن گئی قسمت بہار کی
تلوار کے جگر میں شرر ہے شعور کا
شاید کہ دستِ شاہ میں شعلہ ہے طور کا

(۸۲)

دیکھا تھا کس نے جوہرِ تیغِ اللہ کو
اب مانتے ہیں زورِ شہِ حق پناہ کو
مہلت نہیں قضا سے کسی رو سیاہ کو
گویا اجل نے باندھ لیا ہے سپاہ کو
نقارہ ہائے جنگ پہ جھنکار چھا گئی
لاکھوں پہ ایک پیاسے کی تلوار چھا گئی

(۸۳)

بجلی کہیں ہے ، شعلہ کہیں ہے ، کہیں کرن
چلتی ہے یوں کہ چلتی ہے جیسے کوئی دلہن
حسنِ ادا کی اٹھتی جوانی کا بانکپن
جس پر نثار کرتے ہیں دشمن بھی جان و تن
اتنی رواں کہ تارِ نظر ہم سفر نہ ہو
اتنی سبک کہ سر پہ گرے اور خبر نہ ہو

(۸۴)

یہ تیغ پاسبانِ رسولؐ امم بھی ہے
یہ تیغ روشنیٔ چراغِ حرم بھی ہے
یہ تیغ بوترابؑ کا جاہ و حشم بھی ہے
یہ تیغ صرف تیغ نہیں ہے قلم بھی ہے
حکمِ قضائے لشکرِ بے پیر لکھ گئی
یہ تیغ پوری فوج کی تقدیر لکھ گئی

(۸۵)

یہ تیغ آب و تاب میں خورشید کی کرن
یہ تیغ شمعِ حکمتِ انوارِ علم و فن
یہ تیغ آبروئے رخِ مرسلؐ زمن
یہ تیغ نقشِ ابروئے خمدارِ بت شکن
قرآن کا وقار امامت کی شان ہے
یہ تیغ کربلا کے سپاہی کی جان ہے

(۸۶)

سہمی ہے فوج تیغِ ہلالی کو دیکھ کر
دل کانپتے ہیں چشمِ جلالی کو دیکھ کر
سکتہ ہے رزمِ سرورؑ عالی کو دیکھ کر
دکھتی ہے آنکھ خون کی لالی کو دیکھ کر
مجروح ہے سپاہ حسامِ اللہ سے
آنسو لہو کے بہتے ہیں زخمِ نگاہ سے

(۸۷)

مونڈھے کو چھو کے بندِ کمر سے گذر گئی
پہلو سے ہو کے قلب و جگر سے گذر گئی
مانندِ برق ، دیدۂ تر سے گذر گئی
سر کے قریب آئی تو سر سے گذر گئی
پیکر کسی کا تیغِ دو پیکر سے دو ہوا
جو زد پہ آگیا وہ برابر سے دو ہوا

(۸۸)

کشتوں کے ہاتھ پاؤں کہیں ہیں، کہیں ہیں سر
بکھری ہوئی ہیں دشت میں لاشیں اِدھر اُدھر
بکتر کہیں ہے خود کہیں ہے کہیں سپر
نیزہ کہیں ہے تیغ کہیں ہے کہیں تبر
تلوار تولتے ہوئے سرورؑ جدھر گئے
چڑھتی ہوئی کمانوں کے چلے اتر گئے

(۸۹)

ہے فاتحِ فرات کا بھائی جلال میں
جھڑیاں لگی ہیں خون کی دشتِ جدال میں
کتنا سواد ملتا ہے پانی کے کال میں
تسنیم کھنچ کے آگئی پیاسے کی ڈھال میں
جو دشمنان سورۂ کوثر تھے مر گئے
خُم خانۂ رسولؐ کے پیمانے بھر گئے

(۹۰)

پیمانے جن میں جوشِ شرابِ شعور ہے
پیمانے جن میں آتشِ رخسارِ حور ہے
پیمانے جن میں بادۂ قرآں کا نور ہے
پیمانے جن میں پگھلی ہوئی برقِ طور ہے
پیمانے جن میں تابشِ چشمِ کلیم ہے
جن میں شعاعِ رحمتِ خُلقِ عظیم ہے

(۹۱)

کھنچتی ہے یہ شراب نگاہِ قبول میں
ڈھلتی ہے یہ شراب سبوئے اصول میں
چھنتی ہے یہ شراب ردائے بتولؑ میں
بٹتی ہے یہ شراب حریمِ رسولؐ میں
یہ مے شمیمِ رحمتِ پروردگار ہے
قرآن ہے کبھی تو کبھی ذوالفقار ہے

(۹۲)

حسنِ بہارِ گلشنِ ہستی ہے یہ شراب
لالہ رخِ حیات کی مستی ہے یہ شراب
صحنِ حرم میں روز برستی ہے یہ شراب
خاکِ شفا کے عطر سے بستی ہے یہ شراب
ساقئ کربلا کی عنایت کی بات ہے
آنکھوں سے جب چھلک پڑے آبِ حیات ہے

(۹۳)

موجِ شمیم و شبنم و شعلہ ہے یہ شراب
آئینۂ جمالِ زمانہ ہے یہ شراب
شمعِ حرم ، چراغِ مدینہ ہے یہ شراب
تابِ حسینؑ و صبرِ سکینہؑ ہے یہ شراب
آنکھوں کے آنسوؤں سے سکورے بھرے ہوئے
ہیں تشنہ لب مگر ہیں کٹورے بھرے ہوئے

(۹۴)

یہ مے صریرِ ظلم الٹتی ہے دوستو
اس مئے سے بدلی خوف کی چھٹتی ہے دوستو
زنجیرِ غم کی ہر کڑی کٹتی ہے دوستو
یہ مئے امام باڑوں میں بٹتی ہے دوستو
اس مئے کے رند ، موت کا پنجہ مروڑ کے
پیتے ہیں جامِ زندگی آنسو نچوڑ کے

(۹۵)

اس مئے سے زندگی بھی نکھرتی ہے صاحبو
اس مئے سے عاقبت بھی سنورتی ہے صاحبو
اس مئے سے موجِ صبر ابھرتی ہے صاحبو
اک گونہ بے خودی میں گذرتی ہے صاحبو
گرد و غبارِ غم ہے نہ اب دودِ آہ ہے
آنسو نہیں صفائی قلب و نگاہ ہے

(۹۶)

سرجوشیٔ عقیدۂ وحدت ہے یہ شراب
سر شاریٔ یقینِ قیامت ہے یہ شراب
سر مستیٔ محبتِ عترت ہے یہ شراب
انمول ہے کہ اجرِ رسالتؐ ہے یہ شراب
اس مئے میں لو چراغِ رخِ مصطفیٰ کی ہے
یہ مئے غدیرِ خم و خمِ کربلا کی ہے

(۹۷)

اس مئے کی موج موج ہے تسنیم و سلسبیل
ساقی ہے اس شراب کا پیغمبرؐ جلیل
یہ مئے ہے اپنے کیف میں کیفِ دلِ خلیل
ماتم اسی شراب کے بٹنے کی ہے سبیل
پیتے ہیں یہ شرابِ ولا موجِ اشک سے
عباس کے علم سے ، سکینہؑ کی مشک سے

(۹۸)

آنسو ، برائے تشنہ جگر جامِ آب ہے
نالہ ، بکائے بنتِ رسالت مآبؐ ہے
نوحہ ، فغانِ زینب وامِ رباب ہے
ماتم ، صدائے قلبِ بنِ بوترابؑ ہے
ہے درس گاہِ دینِ خدا خانۂ حسینؑ
پرچھائیں ہے حرم کی عزاخانۂ حسینؑ

(۹۹)

گردن کٹا دی فاتحِ خیبر کے لال نے
وعدہ وفا کیا شہِ صفدر کے لال نے
امت کی لاج رکھ لی پیمبرؐ کے لال نے
اسلام کو بچا لیا حیدرؑ کے لال نے
وہ تشنہ کام دین پہ احسان کر گیا
اسلام کی حیات کا سامان کر گیا

(۱۰۰)

یہ سوگ ، جانِ ساقیٔ کوثر کا سوگ ہے
یہ سوگ ، لختِ قلبِ پیمبرؐ کا سوگ ہے
یہ سوگ ، سیّدہ کے بھرے گھر کا سوگ ہے
یہ سوگ ، کربلا کے بہتر کا سوگ ہے
اس سوگ سے فروغِ شعورِ نظر ملا
ہر راہِ غم میں صبر کا پیغامبر ملا

(۱۰۱)

پیغامبر کہ جس نے اٹھائی پسر کی لاش
دیکھی سرِ فرات علیؑ کے قمر کی لاش
جس نے اتاری قبر میں نورِ نظر کی لاش
کی دفن رن میں اصغرِ تشنہ جگر کی لاش
اس کا یہ عزم دیکھ کہ مصروفِ جنگ ہے
بھاگے کدھر سپاہ کہ میدان تنگ ہے

(۱۰۲)

دل میں ثبات و عزمِ پیمبرؐ لئے ہوئے
رخ پر جلالتِ شہِ صفدر لئے ہوئے
بازو میں زورِ بازوئے حیدرؑ لئے ہوئے
پنجہ میں تیغِ فاتحِ خیبر لئے ہوئے
ڈھالیں اٹھا کے تیغِ الٰہی کو روک لے
ہے کون جو خدا کے سپاہی کو روک لے

(۱۰۳)

سورج کی ڈھلتی دھوپ پہ شہ کی نگاہ ہے
لیکن یہ رزم ، رزمِ شکستِ سپاہ ہے
آنکھوں میں کوئی اشک نہ ہونٹوں پہ آہ ہے
ذکرِ نبیؐ کبھی ، کبھی شکرِ الٰہ ہے
رن میں نمازِ عصر کا ہنگام آگیا
اتمامِ حرب و ضرب کا پیغام آگیا

(۱۰۴)

تڑپا دیا عبادتِ خالق کی چاہ نے
تلوار روکی بادشہِ حق پناہ نے
باندھا تبرکات کو چادر میں شاہ نے
فرمایا ذوالجناح سے زہراؑ کے ماہ نے
ہے رن میں اب یہ آخری خدمت حسینؑ کی
زینب کو جا کے دے دے امانت حسینؑ کی

(۱۰۵)

پھر بولے یہ سپاہ سے جور و ستم کرو
ہر آرزو نکال لو کوئی نہ کم کرو
میرے لہو سے دامنِ خنجر کو نم کرو
تلوار کھینچو پیاسے کے سر کو قلم کرو
مہلت نہیں ہے اور کہ تم سے وغا کروں
اب وقت آگیا ہے کہ وعدہ وفا کروں

(۱۰۶)

باقی رہا نہ ڈر تو سمٹنے لگے شریر
رن میں پلٹ کے آنے لگا لشکرِ کثیر
بیکس تھا اہلِ ظلم میں اسلام کا امیر
پتھر کسی نے مارا کسی نے سنان و تیر
بہنے لگا لہو رگِ جانِ بتولؑ کا
پیکانِ حرملہ سے چھدا دل رسولؐ کا

(۱۰۷)

گھوڑے پہ ڈگمگانے لگے شاہِ مشرقین
گرنے لگا فرس سے پیمبر کا نورِ عین
صحرا میں گونجنے لگے بنتِ نبیؐ کے بین
آنے لگی بہشت سے آوازِ یا حسینؑ
آزردہ مرتضیٰؑ ہیں پیمبرؐ ملول ہیں
حوریں شریکِ ماتمِ بنتِ رسولؐ ہیں

(۱۰۸)

تیروں سے چھلنی چھلنی ہوا پیکرِ حسیں
تیغِ ستم شعار سے زخمی ہوئی جبیں
زینِ فرس سے خاک پہ آیا امامِ دیں
بالوں سے جھاڑنے لگی بنتِ نبیؐ زمیں
زخموں میں جلتی ریت کے ذرے اتر نہ جائیں
جو پھول چن لئے ہیں وہ مٹی میں بھر نہ جائیں

(۱۰۹)

ہے شاہ کو حصار میں لشکر لئے ہوئے
تیر و تبر ہیں رن میں ستمگر لئے ہوئے
ہر سنگ دل ہے ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے
خولی چلا ہے ظلم کا خنجر لئے ہوئے
سوئے نشیب اہلِ حرم ننگے سر نہ آئیں
سرورؑ کی آرزو ہے کہ زینبؑ ادھر نہ آئیں

(۱۱۰)

نظمیؔ نہیں ہے ذکرِ شہادت کی دل میں تاب
گیتی کو زلزلہ ہے زمانے کو اضطراب
ڈوبا ہوا ہے خوں میں امامت کا آفتاب
آتا ہے یوں بھی گھر میں پیمبرؐ کے انقلاب
نوکِ سناں پہ فرقِ شہِ مشرقینؑ ہے
آغوش میں رسولؐ کے لاشِ حسینؑ ہے

❁❁❁